تاخیر کا نقصان

تحریر: معظم جاوید بخاری

تاخیر کا نقصان

تحریر: معظم جاوید بخاری

ایک چھوٹے سے قصبے میں ایک مینڈک رہا کرتا تھا جس کا نام ''بہادر'' مشہور تھا۔ اس کے نام کی وجہ یہ تھی کہ وہ کئی بار موت کے منہ سے بچ کر زندہ سلامت واپس لوٹ آیا تھا۔ ویسے تو وہ پڑھا لکھا اور سمجھدار تھا مگر اسے ایک جگہ ٹک کر بیٹھنے کی عادت نہ تھی، وہ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہنا زیادہ پسند کرتا تھا۔ وہ روزانہ صبح اُٹھ کر اخبار پڑھتا اور گردونواح کی تازہ خبروں سے باخبر رہنے کی کوشش کرتا۔ اخبار پڑھنے کی عادت سے اسے ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ وہ ہمیشہ گھر کی کھڑکی میں بیٹھ کر طلوع ہوتے سورج کی روشنی میں اخبار پڑھتا۔ کھڑکی کے دوسری طرف خوشنما پتوں والے درختوں کا باغ تھا جہاں سے تازہ ہوا اور بھینی بھینی سی مہک آتی تھی۔ اس لئے اسے صبح کی سیر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ اخبار کے مطالعے کے ساتھ ساتھ وہ تازہ ہوا کا لطف بھی اُٹھایا کرتا۔ ایک دن وہ حسب معمول اخبار کے مطالعے میں مگن تھا کہ گھر کے باہر سے کسی نے اسے آواز

دے کر پکارا۔ وہ کھڑکی سے اُترا اور اخبار لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ گھر کا دروازہ کھول کر وہ باہر چلا آیا۔ اس نے دیکھا کہ باہر اس کے دو دوست، کالا کرلا اور پیلا کچھوا موجود تھے۔ وہ اکثر اس سے ملاقات کیلئے گھر چلے آتے تھے۔ بہادر نے ان سے سلام دُعا لی اور خیریت دریافت کی۔ کالا کرلا ہنس کر بولا کہ وہ تو کئی دن سے یہ سوچ رہا تھا کہ بہادر کے گھر جایا جائے مگر کوئی نہ کوئی معاملہ بیچ میں کود پڑتا اور اس کا ارادہ ہی بدل جاتا۔ آج جب میاں کچھوا مل گیا تو اس نے سوچا کہ آج تو بہادر کے گھر ضرور چلنا چاہئے۔ مینڈک نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں ساتھ لے کر اندر کمرے میں چلا آیا۔ پیلا کچھوا کچھ توقف کے بعد بولا۔ ''بہادر! ہم آج تم سے کسی نہ کسی مہم کا واقعہ ضرور سنیں گے چاہے تمہارا ارادہ سنانے کا ہو یا نہ ہو!'' بہادر اس کی بات سن کر ہنس پڑا اور اس نے کہا'' آج میں تمہیں مچھلی کے شکار کی کہانی سناتا ہوں۔'' کالا کرلا چونک کر بولا۔ ''بہادر! تم کب سے مچھلیوں کے شکاری بن گئے؟'' بہادر مینڈک نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا بلکہ اپنی آپ بیتی سنانے لگا۔

''ایک دن میں کنول کے پتوں کا عرق نکالنے کیلئے دریا پر چلا گیا۔ دریا کے کنارے پر کافی سارے کنول کے پودے موجود تھے۔ میں نے ایک بڑے پتے کو توڑ کر اس کی کشتی بنائی اور چپو ہلاتا ہوا دریا میں اتر گیا۔ کنارے کے قریبی پتوں میں اتنا عرق نہیں ہوتا جتنا کہ بیچ والے پودوں میں ہوتا ہے۔ میں اسی لالچ میں کافی آگے پہنچ گیا۔ میں نے ایک پودے کی شاخ کو ٹٹول کر دیکھا تو وہ خاصی موٹی لگی۔ میں نے اسے چھری سے چیرا لگایا اور بوتل نکال کر اس میں عرق بھرنے لگا کچھ دیر تک میں اسی مشغلے میں مصروف رہا۔ اچانک میری نظر پانی کے اندر پڑی تو وہاں ایک مچھلی دکھائی دی جو کم از کم ایک وقت کی خوراک فراہم کر سکتی تھی۔ میں فوراً چپو کو پانی میں ڈال کر مچھلی کو باہر نکالنے کی کوشش کی مگر وہ مچھلی بھلا چپو سے کیسے نکلتی؟ مچھلی جان کا خطرہ پا کر وہاں سے فرار ہوگئی۔ کافی دیر تک میں اس کا انتظار کرتا رہا مگر وہ مجھے دکھائی نہیں دی۔ اچانک مجھے مچھلی کانٹے کا خیال

آیا۔ میں نے فوراً گلے میں موجود بستے کو اتارا اور اس میں جائزہ لیا کہ مچھلی پکڑنے والا کانٹا موجود ہے یا نہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے بستے میں کانٹا مل گیا۔ میں نے کانٹا موٹے دھاگے میں پرو دیا اور ہوا میں سے ایک موٹی مکھی پکڑ کر اس پر جما دی۔ کانٹے کو پانی میں پھینک کر مچھلی کے پھنسنے کا انتظار کرنے لگا۔ اس دوران میرا دماغ خیالی پلاؤ پکانے لگا کہ مچھلی کو پکڑ کر میں سیدھا قصاب کی دکان پر جاؤں گا اور وہاں سے مچھلی صاف کرا کر اس کے پارچے بنواؤں گا اور پھر گھر جا کر انہیں خوب بھون کر کھاؤں گا۔ مچھلی کے پارچوں کی بھینی بھینی خوشبو مجھے کنول کے پتے پر ایسے محسوس ہو رہی تھی جیسے میں دریا کے بجائے باورچی خانے میں موجود تھا۔ لذت اور خوشبو کے احساس سے میری رال ٹپکنے لگی۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا مجھے بے چینی ہونے لگی۔ مچھلی نجانے کہاں گم ہو گئی تھی۔ اچانک ہاتھ میں پکڑے چپو نے ہچکولا کھایا تو میں چونک پڑا۔ میں نے جلدی سے پانی میں دیکھا۔ کانٹا

پانی کی سطح پر حرکت کر رہا تھا۔ میں خوش ہو گیا کہ مچھلی کانٹے میں لگ چکی ہے۔ میں نے دھاگہ چپو کے ساتھ باندھ رکھا تھا لہٰذا تیزی سے چپو کو گھمانے لگا۔ دھاگہ چپو کے اوپر لپٹتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر کی محنت کے بعد وہ مچھلی میرے ہاتھ لگ گئی۔ میں موٹی تازی مچھلی دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ مچھلی نے چھوٹنے کے بڑے جتن کئے مگر میں نے اسے بڑی مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ جب مچھلی تھک ہار گئی تو اس نے میری منت سماجت شروع کر دی کہ میں اسے پانی میں واپس جانے دوں مگر میں نے اس کی ایک نہیں سنی۔ اس نے مجھے باتوں میں ایسا الجھایا کہ میں بھول گیا کہ میں اس وقت کہاں ہوں؟ کبھی وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتی تو کبھی وہ مجھے دریا کی تہہ میں موجود قیمتی موتی کے بارے میں اکساتی۔ میں اس کی باتوں میں لگ کر کافی وقت ضائع کر بیٹھا۔ جب مجھے وقت بیتنے کا خیال آیا تو میں نے تیزی سے چپو چلانا شروع کر دیا تاکہ دریا سے نکل کر گھر جا سکوں۔ کنول کا عرق تو میں نے

حاصل کر ہی لیا تھا۔ جب میں پانی میں چپو مار رہا تھا کہ اسی وقت قریب سے ایک دیوہیکل مچھلی کا سر نکل آیا۔ میں اپنی زندگی میں اتنی بڑی مچھلی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ایک منہ اتنا بڑا تھا کہ میرے جیسے دس مینڈک بیک وقت اس کے منہ میں داخل ہو سکتے تھے۔ اسے دیکھ کر تو میرے اوسان ہی خطا ہو گئے۔ میں نے جان بچانے کیلئے ادھر ادھر چپو چلانا شروع کر دیا۔ بڑی مچھلی نے جب میرے ہاتھ میں چھوٹی مچھلی پکڑی دیکھی تو آپے سے باہر ہو گئی۔ اس نے پانی اتنی زوردار پھنکار ماری کہ میں کنول کے پتے سے اچھل کر پانی میں گر گیا۔ کنول کا پتہ جانے اُڑ کر کس طرف چلا گیا؟ میں پانی میں ہاتھ پیر مارنے لگا۔ بڑی مچھلی گھوم گھوم کر مجھ پر حملہ کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ میں نے اوسان بحال رکھتے ہوئے اس سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش جاری رکھی۔ کنارا کافی دور تھا اور مچھلی کی رفتار زیادہ تیز تھی۔ میں تیرتا ہوا کنول کے جھنڈ میں داخل ہو گیا۔ شکار کی ہوئی مچھلی اس دوران میرے ہاتھ

سے چھوٹ کر آزاد ہوگئی تھی۔ بڑی مچھلی کنول کے جھنڈ میں مسلسل گھسنے کی کوشش میں تھی مگر وہ اپنی جسامت کی وجہ سے ناکام رہی۔ میں کافی دیر کی تگ ودو کے بعد کنول کے پودوں کا سہارا لیتا ہوا دریا سے باہر نکل آیا۔ جب میرے قدم خشکی پر پڑے تو میری جان میں جان آئی۔ بڑی مچھلی کافی دیر تک پانی میں پھنکارتی رہی۔ میں نے کنارے پر پہنچ کر بھیگے کپڑوں کو سکھایا اور ہمیشہ کیلئے توبہ کرلی کہ آئندہ مچھلی کا شکار کبھی نہیں کروں گا۔ جان بچنے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اچانک خیال آیا کہ کہیں اس افراتفری میں عرق والی بوتل تو کھو نہیں بیٹھا۔ میں نے خود کو ٹٹولا کنول کے پتوں کے عرق سے بھری ہوئی بوتل مجھے اپنی بیلٹ میں اڑسی ہوئی مل گئی۔''

بہادر مینڈک کے خاموش ہونے پر کالا کرلا بولا۔ ''جہاں تک میرا خیال ہے' وہ بڑی مچھلی یقیناً چھوٹی مچھلی کی ماں ہوگی اور اپنی اولاد کو تمہارے قبضے میں دیکھ کر غضبناک ہوگئی تھی۔ چھوٹی مچھلی نے تمہیں باتوں میں

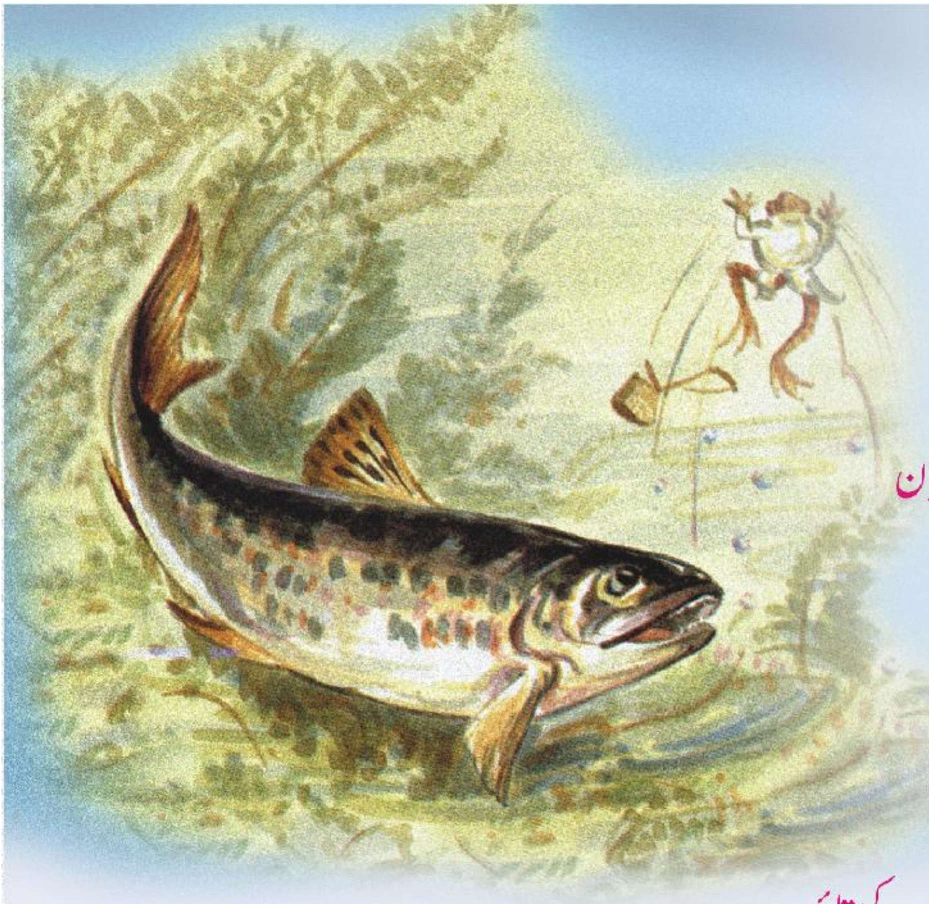

اُلجھا کر بے وقوف بنائے رکھا تاکہ اس کی
عدم موجودگی پاکر بڑی مچھلی اس کی تلاش
میں نکل کھڑی ہو۔ تم نے یہ بڑی غلطی کی
کہ مچھلی مل جانے پر اس کی باتوں پر دھیان
دیا اور بیکار میں وقت ضائع کیا۔"
بہادر مینڈک نے بلا دھڑک اپنی غلطی کا
اعتراف کرلیا کہ واقعی اس نے بلاوجہ
وقت ضائع کیا اور بے کار کی باتوں میں
اُلجھا رہا۔ پیلا کچھوا بھی کالے کرلے کی بات کی تائید
کررہا تھا۔ وہ کافی دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہے کہ بے کار کی گفتگو میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور
کسی کام کو مکمل کرنے پر کسی قسم کی تاخیر نہیں برتنی چاہئے۔

دیکھا بچو!

تاخیر اور کوتاہی کے باعث مینڈک بھرپور محنت کے بعد
ہاتھ آئی مچھلی گنوا بیٹھا۔ لہٰذا کسی کام کی انجام دہی میں
تاخیر اور کوتاہی بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

پیارے بچوں کیلئے پیاری پیاری اور سبق آموز رنگین کہانیوں کی خوبصورت کتابیں

ان کے علاوہ سیپارے، دُعائیں، ہر قسم کی کہانیاں، شعروشاعری، نعتیں، لطائف، دسترخوان اور جنرل کتب ہر سائز میں دستیاب ہیں۔

شائع کردہ: **القائم ٹریڈرز**

پہلی منزل فضل الٰہی مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون: 042-7224472 موبائل: 0300-4062934